روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ — اتوار ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ ۲۲ فتح ۱۳۷۰ ہش ۲۲ دسمبر ۱۹۹۱ء — نمبر ۲۸۸

ایسی توبہ کی توفیق مانگیں جو دائمی ہو

(توبہ کی دعا کرتے وقت ہمیشہ یہ دعا کیا کریں کہ اے خدا) "ہم تیرے حضور جھکتے ہوئے عاجزانہ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اس اخلاص کو عارضی نہ بنا دینا اُن بدنصیبوں میں ہمیں شامل نہ کرنا جن کے وقتی اخلاص کے پیش نظر تُو نے ان کی التجاؤں کو قبول فرما لیا لیکن جب مہلت دی تو وہ دوبارہ ویسے ہی کاموں میں پڑ گئے۔ اس لئے ہمیں ایسی سچی توبہ کی توفیق عطا فرما جو تیرے حضور دائمی ٹھہرے۔" (ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہیئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔

اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرض کہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اُسے خبیث اور طیّب بناتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۵۶ و ۱۵۷)

"مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بداثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بداثر پڑنے کی اُمید ہے۔ مرد کو چاہیئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوّت غضبی ہے۔ جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔

مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں۔ جیسے سخاوت۔ حلم۔ صبر اور جیسے اُسے پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۵۷)

ایک المناک حادثہ

محترم ملک عبداللطیف ستکوہی صاحب کار کے حادثے میں انتقال کر گئے

احباب جماعت کو افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے مخلص اور سرگرم خادم محترم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی مالک مقبول پیپر مارٹ گنپت روڈ لاہور کار کے ایک حادثے میں ۲۰ دسمبر ۱۹۹۱ء کو انتقال کر گئے۔ موصوف اپنے بیٹے عزیز ملک مبشر احمد صاحب کی بارات لے کر لاہور سے راولپنڈی جا رہے تھے کہ جہلم کے قریب ان کی کار رات آٹھ بجے کے قریب ایک ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے نتیجے میں ملک صاحب محترم انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۶۸ برس تھی۔ اگلے روز ان کی میّت ربوہ لائی گئی۔ بہشت المبارک میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھائی اور تدفین کے بعد مکرم سیّد احمد علی شاہ صاحب

باقی صـ۸ پر

خدا تعالیٰ کی چوکھٹ کو پکڑ لو اور اسی کے آگے عرض کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

"تم خوب سمجھ رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کے بغیر نہ کبھی پہلے کچھ ہوا ہے اور نہ اب ہوگا۔ ۔ ۔ تمہاری کامیابی کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اگر اس کو پکڑ لو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی چوکھٹ کو پکڑ لو اور اسی کے آگے عرض کرو کہ ہمیں تمام دشمنوں سے بچائیے۔ ایک ڈاکو اسی وقت تک کسی کے مال پر حملہ کرتا ہے جبکہ وہ پولیس ہیڈ کوارٹر سے دور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ تھانے کے پاس ہو تو وہ حملہ نہیں کرتا۔ تم بھی خدا تعالیٰ کے حضور گر جاؤ اور اس کی چوکھٹ کو پکڑ کر اس سے پناہ مانگو۔ پھر تم پر کوئی حملہ نہیں کر سکے گا۔ اور اگر کرے گا تو اس بادشاہوں کے بادشاہ کے سپاہی اس کو خود پکڑ کر سزا دیں گے۔ ۔ ۔ ۔ تم سستی نہ کرو۔ مسلمانوں کی تاریخ پڑھ کر حیرانی آتی ہے۔ کہ عین جنگ کے موقعہ پر بھی باقاعدہ تہجد پڑھتے تھے۔ سارا دن لڑائی میں مشغول رہتے اور رات کو بجائے سونے کے خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ جنگ یرموک میں عیسائی بادشاہ نے اپنے ایک آدمی کو کوئی بات دریافت کرنے کے لئے رات کو مسلمانوں کے لشکر میں بھیجا۔ تو اس نے واپس آ کر کہا کہ ہم کبھی ان پر غالب نہیں آ سکتے۔ ہمارے سپاہی تو راستہ میں ہی کھونٹی اور ہتھیار اتارنے شروع کر دیتے ہیں تا کہ چل کر جلدی آرام کریں۔ لیکن وہ تو رات کو بھی خدا کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔

تم خدا تعالیٰ کا نام لو۔ کون پسند کرتا ہے کہ اس کا نام مٹ جائے۔ نام کے بقا کے لئے ہی لوگ اولاد کے متمنّی ہوتے ہیں۔ تو جب کمزور انسان پسند نہیں کرتا کہ اس کا نام مٹ جائے تو وہ بڑی قدرتوں اور طاقتوں والا خدا کب پسند کرے گا کہ اس کا نام مٹایا جائے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے نام لیوا ہو گے تو تمہارا مٹانا خدا کے نام کا ہی مٹانا ہو گا۔

پس اس کی چوکھٹ پر گر جاؤ اور دعاؤں میں لگے رہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جولائی ۱۹۱۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۲؍فتح ۱۳۷۰ ہش ۲۲؍دسمبر ۱۹۹۱ء

اسباب — توکل — دعا

اوّلیت تو دُعا ہی کو ہے۔ ہمیں کچھ بھی کرنا ہو نہ صرف یہ کہ دُعا کو بھولنا نہیں چاہیئے بلکہ اس کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہونا چاہیئے اور یہ آگاہی صرف علم کی حد تک نہ ہو بلکہ یقین کی حد تک ہونی چاہیئے۔ یقین اس بات کا کہ جس بارگہ میں دُعا پیش کر رہے ہیں وہ اسے قبول کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ بالارادہ ہستی ہے جب چاہے اور جس طرح چاہے قبول کرتا ہے۔

لیکن اسباب کے استعمال کی اہمیت بھی دُعا کی اوّلیت کے باوجود کسی طرح کم نہیں ہے۔ آخر یہ اسباب اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کئے ہیں۔ اور اسی نے ہر چیز میں خواص رکھے ہیں۔ ان خواص کا انکار یا ان کی افادیت سے اعراض اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرتوں پر یقین کو کم کر دیتا ہے۔ اسباب نہ صرف اسی نے پیدا کئے ہیں بلکہ ان کو استعمال کرنے کا حکم بھی اسی کا ہے اور اس حکم کو ماننا اس کی ہستی کا بھی اقرار ہے اور اس کے پیدا کردہ اسباب کی افادیت اور اہمیت کا بھی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ جس جوش اور جذبہ کے ساتھ ہم دُعا کرتے ہیں اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ اسباب کو بھی کام میں لائیں۔ دُعا اور اسباب۔ یہ دونوں ضروری ہیں۔ اور دونوں کی ہم آہنگی بھی لازمی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اونٹ کا گھٹنا باندھ کر توکل کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ وہ بھی دُعا اور اسباب ہی کا ایک مختلف زاویہ ہے۔ کیونکہ توکل بھی تو دُعا کا ایک حصّہ ہے۔ جس طرح دُعا اللہ تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں پر یقین کا نام ہے اسی طرح توکل بھی اس کی طاقتوں اور قدرتوں پر یقین کا ایک اور نام ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ توکل اور دُعا ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دُعا کچھ مانگنے کے لئے لب کشائی کرنے کا نام ہے اور توکل بغیر لب کشائی کے مانگنے کا نام ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے فرماتے ہیں: "یاد رکھو توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو ان اسباب کو بھی برباد اور تہ و بالا کر سکتے ہیں ان کی دست بُرد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزلِ مقصود پر پہنچا۔"

یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اسباب۔ توکل اور دُعا۔ تینوں باتیں ایک دوسری کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ اسباب کے بغیر توکل بے معنی ہے اور اسباب اور توکل کے بغیر دُعا حقیقی دُعا نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسباب کے مہیا کرنے کی توفیق دے۔ پھر توکل کا مقام عطا فرمائے اور ان دونوں باتوں کے ساتھ ساتھ پُرخلوص دُعاؤں کا موقع عطا فرمائے۔

مَیں نے جو کچھ تجھ سے مانگا، مل گیا
تُو نے جو چاہا کِیا مجھ کو عطا
اَب مجھے اپنا بنا لے، اَور تُو
میرا بن کر، ساری دُنیا کو دکھا

ابوالاقبال

زمیں کب ساتھ دیتی ہے زماں کب ساتھ دیتا ہے
مرے افسردہ دل کا بھی جہاں کب ساتھ دیتا ہے

اُڑانوں کے جو رسیا ہیں وہی پَر کاٹ دیتے ہیں
مکاں جب چھوڑ دے تو لامکاں کب ساتھ دیتا ہے

اُسے تنہائی میں دیکھا ہے، بزمِ دوستاں میں بھی
یہاں کب ساتھ دیتا ہے، وہاں کب ساتھ دیتا ہے

تم آئے ہو تو تم سے اِک ذرا سی گفتگو کر لوں
مگر تم ہو، تو پھر زورِ بیاں کب ساتھ دیتا ہے

مری جاں کی حفاظت سے مرے دشمن کو کیا مطلب
یقیں ہو بے یقینی تو گماں کب ساتھ دیتا ہے

جو ڈرتے ہیں زمیں کے جور و استبداد سے اُن کو
کوئی کیسے بتائے آسماں کب ساتھ دیتا ہے

وہ میری پُشت پر ہوتا ہے مَیں اس کو سمجھتا ہوں
مجھے پوچھو خدائے دو جہاں کب ساتھ دیتا ہے

اُڑا دیتا ہے خود ہی پَر لگا کر میری باتوں کو
مرے رازوں کا، میرا راز داں کب ساتھ دیتا ہے

ارادہ ہی نہ ہو اپنے سنبھلنے کا تو کیا کیجیے
زیاں کاروں کا احساسِ زیاں کب ساتھ دیتا ہے

نسیمؔ اُن کی صدائیں گونجتی ہیں میرے کانوں میں
خموشی میں مرا شورِ فغاں کب ساتھ دیتا ہے

نسیم سیفی

حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے فرماتے ہیں: "ایک دفعہ راہ میں ایک شخص کی چابی مجھ سے گم ہو گئی۔ وہ مجھے کہے کہ مَیں بعینہٖ وہی چابی لونگا۔ مَیں نے کہا بہت اچھا خدا تعالیٰ قادر ہے اصل بات یہ تھی کہ کچھ ڈاکو ہمارے اسباب و سامان پر پڑے تھے اس روز وہ چابیاں لے گئے چونکہ میرا صندوق سب سے بھاری تھا اس لئے اس شخص کا مطالبہ تھا کہ تمہاری وجہ سے ہماری چابی گئی ہے وہ مہیا کر دو۔ اب ان ڈاکوؤں کی چند سپاہیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اور وہاں وہ چابیاں چھوڑ گئے اور اتفاق سے وہ سپاہی ہمارے قافلہ میں آ گئے اور اس طرح وہ چابی ہمیں مل گئی۔" (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۳۳۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ادریس چوہدری

یورپ قعرِ مذلت میں

تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ
ہر کمالے را زوالے و ہر زوالے را کمالے

قوموں کے عروج اور زوال میں گہرا تعلق ہے کمال کو برقرار رکھنے کے لئے اگر ہر دم چوکس و چوبند رہنا لازم ہے تو زوال کے دام سے بچ نکلنے کے لئے مولانا الطاف حسین حالی بجا طور پر یہ نصیحت کر چکے ہیں کہ اپنے آپ کو اندرون سے بدلنا از بس ہے۔

یورپ کو اگر جغرافیائی طور پر چہار سو سے دیکھا جائے تو شروع سے ہی اسے کمتری کا احساس دامن گیر نظر آتا ہے۔ اگر اس کے جانب شمال برف کے انبار لگے پڑے ہیں تو اس کے غربی جانب سمندر کی لہریں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔ اگر مشرقی جانب سے اسے حملہ آوروں کا خدشہ لاحق رہا ہے تو جنوبی طرف سے بحیرہ روم پر دوسروں کی نظریں جمی رہیں اور بقیہ یورپ کو نا آشنائی کا شکار رہنا پڑا۔

کہا جاتا ہے کہ عالمی تہذیب و تمدن کے عظیم مراکز میں ترقی کی راہیں قریباً قریباً ایک ہی وقت میں نمودار ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ صرف فرق یہ تھا کہ اگر کوئی مرکز ایک جہت سے ترقی کی راہ پر آگے نکل گیا تو بعض دوسری جہتوں سے وہ مرکز دوسروں سے پیچھے رہ گیا۔ اگر شرق اوسط میں کبھی سلطنتِ عثمانیہ زوروں پر تھی تو اسی دور میں چین میں منگ خاندان اپنے نمایاں طور پر اعلیٰ کلچر کا لوہا منوا رہا تھا۔ اس کے ذرا ہی بعد میں ہندوستان میں مغلیہ خاندان نے جو نہی بنیادیں استوار کیں تو حسنِ عمل کے نئے معیار اور پیمانے منصۂ شہود پر آنے لگے۔ یورپ میں ترقی کی راہیں مسدود ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دوسری اقوام کے بارہ میں ان کے علم کی بنیاد مسافروں کی بتائی ہوئی باتوں پر ہوا کرتی تھی۔ تاریخ کے مطالعہ سے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مذہبی بے راہروی اور خاص طور پر اخلاقی زبوں حالی یورپ کے لئے شروع سے ہی مختص تھی۔

کسی معاملہ کو سمجھنے کے لئے اس پر تاریخی طور پر نگاہ ڈالنا نہایت ضروری ہے تاریخ ایک ایسا مضمون ہے کہ اس میں حقائق اور تواریخ کی ہم آہنگی حقیقت و سچائی کو محفوظ کرنے کے درپے ملتی ہے۔ تواریخ ایسی کھونٹیاں ہیں جن پر حقائق کے لباس لٹکائے جاتے ہیں۔ طبعی طور پر تاریخ کی تدوین میں اختصار اور نچوڑ پر انحصار کیا جاتا رہا ہے۔ نتیجتاً تاریخ کا کام کبھی مکمل ہونے نہیں پاتا اور بعض امور قصۂ پارینہ ہونے کے باوصف بھی نئے نئے حقائق ان کے بارہ میں افق پر ابھرتے رہتے ہیں۔ اگرچہ آج کل یورپ کی تابانیاں کئی لحاظ سے علی الخصوص تکنیکی لحاظ سے دور دور تک پہنچ رہی ہیں لیکن ذرا دو تین صد سال قبل کی بات ہے کہ یورپ میں غربت وبا کی طرح دور و نزدیک پھیل چکی تھی یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کبھی غربت میں بھی یورپ نے اتھاہ قعرِ مذلت میں جا پہنچ کر ہی سانس لی۔ یورپ کی اس صورتِ حال کا نقشہ امریکہ کی معروف یونیورسٹی YALE کے ایک پروفیسر تاریخ نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

"اٹھارہویں صدی میں یورپ کے کئی شہروں میں بچوں کو چھوڑ کر لاپتہ ہو جانا بڑھتی ہوئی آبادی کا ایک حل قرار پا چکا تھا۔ یورپ میں عمومی طور پر ہر تین بچوں میں سے ایک بچہ کو ماں باپ لاوارث چھوڑ کر چلے جاتے تھے لیکن جنوبی اٹلی میں تو یہ شرح پچاس فیصد تک جا پہنچ چکی تھی۔ ماں باپ بچوں کو مجبوراً چھوڑ جاتے کیونکہ وہ ان کے لئے پرورش کے اسباب مہیا نہ کر سکتے تھے بچوں کو اس طرح چھوڑ جانے کی وجوہ میں شرمساری، بچہ کی جسمانی حالت اور شجرۂ نسب کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں تو صرف پتھر دلی ہی کو کافی وجہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اکثر بچے جن کے ماں باپ لاپتہ ہو جاتے ان کو کوئی نہ کوئی خیال رکھنے والا مل ہی جاتا لیکن یورپین معاشرہ میں یہ صورت حال اس قدر قابل قبول درجہ اختیار کر چکی تھی کہ کبھی کسی نے اس کے خلاف آواز اٹھانے کی زحمت کو گوارا ہی نہ کیا۔

آج کل کا یہ تصور کہ بچوں کا خیال رکھنا والدین پر واجب ہے اصل میں درمیانی طبقہ کی اس اہلیت کی بنا پر قائم ہے کہ وہ بچوں کا خیال رکھنے کے وسیلوں کے مالک ہیں۔ پرانے زمانہ میں اور علی الخصوص اٹھارہویں صدی میں لوگوں کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ ایک طرف تو اپنی ازدواجی زندگی کو نو کوششوں سے ہمکنار رکھیں اور دوسری طرف ضبطِ تولید پر بھی عمل کریں۔ معاشرتی طور پر توقع کی جاتی تھی کہ لوگ اپنے بچوں کی پرورش کریں گے لیکن کسی صورتِ حال میں بھی اس توقع میں یہ شامل نہ تھا کہ تمام کے تمام بچوں کو سنبھالا جائے گا۔ اگر چند ایک کا خیال رکھ لیا تو بس فرض پورا ہو گیا۔

شروع شروع میں میرا خیال تھا کہ اس زمانہ میں والدین بحیثیت والدین بنیادی طور پر مختلف ہوتے ہوں گے لہذا والدین اور بچوں میں تعلقات بھی مختلف ہوں گے۔ والدین شاید خود کو اس امر کی اجازت ہی نہ دیتے ہوں گے کہ بچوں سے ناخن و گوشت جیسا گہرا ناطہ قائم کر سکیں یا جس طرح پر آج کل ہم بچپن کی معصومیت سے جذباتی طور پر ملوث ہو جاتے ہیں وہ اس کو گوارا ہی نہ کرتے ہوں گے لیکن جب میں نے مثبت و منفی مواد کا گہرا مطالعہ کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ لوگوں کا کسی وقت یا کسی جگہ سے بھی تعلق ہو ان سب کے جذبات اور احساسات آخر کار ایک ہی ہوتے ہیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگلے وقتوں کے لوگوں کے دلوں میں محبت کا مادہ کم تھا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ وہ لوگ بچوں کی قدر انتہائی رنگ میں کرنے کے خواہشمند تھے۔ وہ خود کو موت کے گھاٹ اتار دینے کے لئے تیار ہو جاتے اگر ان کا بچہ موت کے دہانے اتر جاتا یا وہ زندگی بھر اس بچہ کی یاد میں غمخوار رہتے جسے کوئی راہزن اٹھا کر لے گیا ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو خطرناک قسم کے اقتصادی حالات میں سے گذرنا پڑتا تھا بعض لوگوں کے لئے سوائے اس کے کوئی دوسری صورت ممکن ہی نہ تھی کہ یا تو ساری فیملی کا خیال رکھیں یا پھر چند ایک بچوں سے کنارہ کر لیویں۔ ان لوگوں کو اپنے لئے جس قسم کے حالات میں سے چناؤ کرنا پڑتا تھا اس قسم کے حالات آج کل کے شادی شدہ لوگوں کو درپیش نہیں ہیں۔

کئی لوگوں کا اس طرح کی ترکِ اولاد کے بارہ میں خیال ہے کہ یہ متبنّٰی بنانے کا ایک طویل ترین طریقہ کار تھا۔ ماں باپ کو یہ خیال نہیں آتا تھا کہ یہ بچے مر جائیں گے اور نہ ہی انہیں یہ خیال آتا تھا کہ ان بچوں سے شاید کوئی مزدوری و مشقت کروا کے فائدہ اٹھانے لگ جائے بلکہ ان کے ذہن میں صرف یہ خیال ہوتا تھا کہ ان بچوں کو پیار و محبت کرنے والے ماں باپ کہیں نہ کہیں سے مل ہی جائیں گے اور وہ ان کی اچھی پرورش کر لیویں گے۔ ایک حد تک یہی وجہ ہے کہ وہ بغیر کسی ہیجان کے بچوں کو اس طرح ترک کر دینے کے لئے بلا تامل تیار ہو جاتے تھے۔

وسیع پیمانے پر کارخانے کھلنے سے قبل کے معاشروں میں بچوں کا اس وجہ سے ہونا بڑا ضروری تھا کہ بڑھاپے میں والدین کا خیال رکھ سکیں گے۔ ان دنوں بیس سے تیس فی صد تک شادی شدہ جوڑے اولاد کی نعمت سے محروم نکلتے تھے۔ اس وجہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جو جوڑے متروکہ بچوں کو اپنا سمجھ کر پرورش کرنے کے ارادہ سے لے جاتے ہوں گے ان کا ارادہ ان بچوں کو ایسے حالات سے نجات دلانا ہوتا ہوگا۔ کہ جہاں پر ان کا وجود بوجھ بن گیا ہو اور ان کو ایسی جگہ پہنچانے کی کوشش ہوتی ہوگی کہ جہاں پر وہ کچھ مدد امداد کرنے کے قابل ہو سکیں۔ ممکن ہے بچوں کو ترک کرنے کی تعداد میں عیسائیت اضافہ کا موجب بنی ہو۔ چرچ کی طرف سے اس رسم کی بلا روک ٹوک اجازت تھی اور کئی صورتوں میں تو OBLATION کی رسم کے ذریعہ بچوں کو ترک کرنے میں چرچ کی مدد و اعانت شامل حال ہوتی تھی۔ OBLATION ایک ایسی رسم کا نام ہے کہ جس کے مطابق لوگ بچہ کو عطیۃً مستقل تحفہ کے طور پر خانقاہ کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔

میرا گمانِ غالب ایک یہ بھی تھا کہ ترک شدہ بچوں میں ایک اکثریت لڑکیوں کی ہوتی ہوگی لیکن اصل معاملہ کچھ ایسا نہ نکلا مجموعی طور پر لڑکیاں لڑکوں کی نسبت قدرے زیادہ چھوڑ دی جاتی تھیں۔ اکثر لوگوں کی خواہش یہی ہوتی تھی کہ ان کا پہلا بچہ لڑکا ہو۔ اس طرح اگر پہلا بچہ یا اس کے بعد ہونے والے کئی بچے لڑکیاں ہوتے تو ان کو چھوڑ دیا جاتا تھا کہ شادی شدہ جوڑے کو ایک نہ ایک دن لڑکے کی نعمت میسر آ ہی جاتی۔ جب ایک دفعہ لڑکا پیدا ہو جاتا تو فیملی لڑکے یا لڑکی کا خیال کئے بغیر اولاد کو ترک کرنے لگ جاتی۔ اکثر جوڑوں کا خیال تھا کہ فیملی کی نفری تخیلاً دو یا تین بچے ہونا چاہئے اور دونوں جنسوں میں سے ہر ایک جنس کا بچہ ہونا وہ اپنے لئے ہر چند پسندیدہ سمجھتے تھے۔

یورپ کا امریکہ سے مقابلہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس وجہ سے کہ امریکہ میں ترکِ اولاد کی صورت حال نے کبھی بھی جڑیں نہ جمائیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ جب اقتصادی حالات میں توسیع ہو رہی ہو تو ترکِ اولاد کا مسئلہ شاذ ہی کھڑا ہوتا ہے۔ امریکہ کی اقتصادی حالت نے تاریخی طور پر توسیع در توسیع ہی دیکھی ہے۔ انڈسٹری کے آ جانے کی وجہ سے یورپ میں ترک اولاد کا مسئلہ تدریجاً خفیف پڑتا گیا۔ کیونکہ مزدور طبقہ کی ضرورت بڑھنے لگ گئی تھی

باقی صد ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا؟

روزنامہ جنگ لاہور میں ایم طفیل کہتے ہیں۔ چھٹی اسلامی سربراہ کانفرنس جو ۹ دسمبر کو سینیگال کے دارالحکومت ڈاکار میں شروع ہوئی تھی اور جسے ۱۲ دسمبر تک جاری رہنا تھا۔ کسی خاص وجہ کے بغیر عجب افراتفری کے عالم میں شیڈول سے ایک روز قبل گیارہ دسمبر کو ہی ختم ہو گئی۔ دنیائے اسلام کو درپیش جن سنگین حالات و مسائل میں اس کانفرس کا انعقاد ہوا اس کا تقاضا تھا کہ تمام رکن ممالک کے سربراہ کانفرنس میں شریک ہوتے اور ان مسائل کا ٹھنڈے دل و دماغ سے تجزیہ کرنے کے بعد ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی اور کانفرنس میں جو فیصلے کئے جاتے ان پر موثر عمل درآمد کے لئے ایسا نظام وضع کیا جاتا۔ جو واقعی ان مسائل کے حل کی ضمانت فراہم کرتا۔ اس طرح کانفرنس کے ۴۵ رکن ممالک کے عوام نے کانفرنس سے جو امیدیں وابستہ کیں ہیں۔ ان کے پورا ہونے کی امید بندھتی اور امت مسلمہ میں یہ احساس ابھرتا کہ یہ کانفرنس فی الحقیقت دنیا بھر کے مسلمانوں کی ایک ایسی نمائندہ تنظیم ہے جس کے ارکان عالم اسلام کے مسائل و مشکلات کا ادراک رکھتے اور انہیں حل کرنے کے جذبے سے سرشار ہیں۔

کانفرنس اس حالت میں شروع ہوئی کہ ۴۵ اسلامی سربراہان مملکت کی بجائے صرف ۲۴ سربراہان مملکت کانفرنس میں شریک ہوئے۔ عراق نے کانفرنس کا بائیکاٹ کیا۔ متعدد اسلامی ممالک جنہوں نے اس تنظیم کے قیام میں گہری دلچسپی لی تھی ان کے سربراہ کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے۔ ابھی کانفرنس کا اختتامی اجلاس منعقد نہیں ہوا تھا۔ کہ بعض سربراہان سلطنت نے رخت سفر باندھ لیا۔ سب سے پہلے انڈونیشیا کے صدر سہارتو اپنے وطن روانہ ہوئے۔ حالانکہ انڈونیشیا میں ایسی کوئی ہنگامی صورت حال نہ تھی۔ کہ صدر سہارتو کو جلد واپس جانا پڑا۔ دوسرے نمبر پر اردن کے شاہ حسین تھے۔ جنہوں نے عراق کے خلاف قرارداد مذمت سے بچنے کے لئے کانفرنس کے خاتمے کا انتظار کئے بغیر رخت سفر باندھا۔ پانچویں اسلامی سربراہ کانفرنس کی صدارت امیر کویت نے کی تھی۔ کیونکہ یہ کانفرنس کویت میں منعقد ہوئی تھی۔ انہوں نے بھی کانفرنس کے اختتام کا انتظار نہ کیا۔ اور قبل از وقت ہی کانفرس کو چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔ وزیر اعظم پاکستان نواز شریف جنہیں ۱۲ دسمبر کی شام واپس وطن روانہ ہونا تھا۔ وہ بھی اپنا دورہ مختصر کر کے ایک روز قبل ہی واپس وطن روانہ ہوگئے ممکن ہے کراچی میں سردار شوکت حیات کی صاحبزادی کو پیش آنے والے افسوس ناک واقعہ سے پیدا ہونے والی صورت حال کی وجہ سے انہوں نے اپنا دورہ مختصر کر دیا ہو۔ لیکن دوسرے سربراہان مملکت یا کانفرنس کے شرکاء کو تو ایسی کسی صورت حال کا سامنا نہ تھا۔ اس کے باوجود کانفرنس کے دوسرے ہی روز واپسی کا عمل شروع ہو گیا۔ اس کانفرنس میں کشمیر سمیت ۳۹ قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں سے ۲۲ قراردادوں کا تعلق امت مسلمہ کو درپیش سیاسی مسائل سے اور ۱۷ کا تعلق اقتصادی مسائل سے تھا۔ ظاہر ہے کہ جب کانفرنس کے اگلے ہی روز سربراہان مملکت کی واپسی شروع ہو گئی تو کانفرنس میں پیش کئے جانے والے مسائل پر کھل کر بحث کس طرح ممکن تھی۔ بظاہر متفقہ طور پر ۳۹ قراردادوں کا منظور ہو جانا یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ شرکائے کانفرنس کی طرف سے اس میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ورنہ ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل اور مشکلات کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ ان پر اصولی بحث ہوتی اور مختلف نقطہ ہائے نظر سامنے آتے۔ پھر ان مختلف آراء کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جاتا۔ اس طرح مسائل کے حل کے لیئے جو فیصلے کیئے جاتے وہ زیادہ حقیقت مندانہ ہوتے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا دماغ علمی نمائش گاہ میں رکھنے کے قابل تھا۔

ان کی کتاب تذکرہ غریب الوطنی میں لکھا گیا شاہکار ہے جس کا بڑا حصہ مولانا فضل الدین کی غفلت کی نذر ہو گیا۔

آزاد اور قائداعظمؒ نے مخلوط حکومتیں قائم کر کے ہندوستان کو متحد رکھنے کی کوشش کی گاندھی نے کھیل بگاڑ دیا۔

انہوں نے اقتدار قائداعظمؒ کے حوالے کرنے کی تجویز پیش کی تو وائسرائے ہند پریشان ہو گیا۔

آزاد نے چوہدری خلیق الزماں اور نواب اسماعیل کو وزارت میں شامل کرنیکا فیصلہ کیا تھا مگر نہرو نے مخالفت کی۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ایام اسیری پر مبنی جنگ پبلشرز کی کتاب "جیل میں آزاد" کے اقتباسات

لاہور (جنگ پبلشرز رپورٹ) دنیا کی اکثر و بیشتر فکری تنویریں جیل خانوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے نمودار ہوئی ہیں رانچی میں نظر بندی کے دوران مولانا ابوالکلام آزاد نے تذکرہ کی شکل میں ضخیم کتاب تصنیف کی تھی لیکن فضل الدین احمد نے اس میں سے کئی فٹ نوٹ روک لئے اور بعد میں شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ نوٹ بعد میں شرمندہ اشاعت نہ ہو سکے۔ اس طرح مولانا فضل الدین احمد کی غفلت شعاری کے باعث یہ قیمتی مواد ضائع ہو گیا جس کا مولانا کے پرستاروں کو شدید صدمہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار محمد فاروق قریشی نے جنگ پبلشرز کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب "جیل میں آزاد" میں کئے ہیں یہ کتاب مولانا ابوالکلام آزاد کی جلاوطنی نظر بندی اور گرفتاریوں پر مبنی ہے۔ اس میں مولانا آزاد کی قید و بند کی زندگی پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے اور جیل کے معمولات اور شب و روز کا تذکرہ ان حضرات کی زبانی درج کیا گیا ہے جنہیں مختلف اوقات میں مختلف جیلوں میں مولانا کے ساتھ زندگی گذارنے کا موقع ملا۔

محمد فاروق قریشی "مولانا ابوالکلام آزاد اور قوم پرست مسلمانوں" کی سیاست میں لکھتے ہیں کہ قائداعظمؒ ۱۹۳۷ء کے انتخابات کے بعد بھی کانگریس اور مسلم لیگ میں مفاہمت کے لئے رضامند تھے۔ انہوں نے صوبوں میں دونوں جماعتوں کی مخلوط حکومتیں قائم کرنے کے لئے بمبئی کے مسٹر کھیر کے ذریعے مہاتما گاندھی کو پیغام بھیجا لیکن گاندھی جی نے یہ کہہ کر مخلوط حکومتوں کے قیام کی تجویز مسترد کر دی کہ مجھے روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ ادھر یوپی میں مولانا ابوالکلام آزاد نے مسلم لیگ کے چوہدری خلیق الزمان اور نواب اسماعیل کو وزارت میں شامل کرنے کا تحریری معاہدہ کر لیا تھا۔ لیکن مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کی عدم فراست کی وجہ سے یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔

کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ گروپ سکیم ہندوستان کو متحد رکھنے اور آزاد دیکھنے کی آخری کوشش تھی۔ لیکن آسام کے وزیر اعظم مسٹر باردولائی کی سازش کی وجہ سے جواہر لال نہرو نے کانگریس کا صدر بننے کے بعد ایسا بیان دے دیا جس سے مسلم لیگ کا اعتماد متزلزل ہو گیا۔ اور مسلم لیگ نے گروپ سکیم سے پسپائی اختیار کر کے پاکستان حاصل کرنے کا نعرہ از سر نو بلند کر دیا۔ مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شرکت اختیار کرتے وقت ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کا ریزولیوشن واپس لینے اور گروپ سکیم کو منظور کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن بعد کے حالات کے دباؤ نے مسلم لیگ کو اس طرف رجوع نہ کرنے دیا۔ محمد فاروق قریشی کا کہنا ہے کہ ماؤنٹ بیٹن پلان سے کابینہ مشن منصوبہ ہر حال میں بہتر تھا۔ اس پر عمل درآمد کی صورت میں فرقہ وارانہ فسادات خونریزی اور اتلاف جان و مال سے بچا جا سکتا تھا۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ قائداعظمؒ صوبہ پنجاب سے آئین ساز اسمبلی کا الیکشن لڑنے کے خواہش مند تھے۔ نیز قائداعظمؒ قوم پرست مسلمان کو عبوری حکومت میں شامل کرنے کے زبردست مخالف تھے۔ پہلی شملہ کانفرنس کی ناکامی کی بڑی وجہ یہی تھی۔ لیکن جوگندر ناتھ منڈل کو مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شامل کر کے سب کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مہاتما گاندھی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے لارڈ ویول کے استفسار پر کہا تھا کہ برطانوی حکومت اقتدار مسٹر جناح کے سپرد کر دے۔ لیکن خود ہندوستان سے رخصت ہو جائے۔ اس پر وائسرائے بوکھلا گیا۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ کانفرنس کے دوران خان عبدالغفار نے سردار عبدالرب نشتر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ کانگریس نے مسلم لیگ کے سارے مطالبات تسلیم کر لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مسلم لیگ جو کچھ مانگنا چاہتی ہے مانگ لے کانگریس انکار نہیں کرے گی۔ مگر سردار عبدالرب نشتر باچاخان کا پیغام قائداعظمؒ تک نہ پہنچا سکے۔

ایک موقعہ پر قائداعظمؒ عبوری حکومت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنے لئے وزارت دفاع کا قلمدان پسند کیا تھا۔ وائسرائے اس امر پر بھی راضی ہو گیا تھا۔ کہ وزیر دفاع بننے کی صورت میں قائداعظمؒ کو نہ تو مرکزی اسمبلی کی رکنیت سے علیحدہ ہونا پڑے گا اور نہ ہی مسلم لیگ کی صدارت چھوڑنا پڑے گی۔

دنیا بھر کی احمدیہ جماعتیں اپنی اپنی جگہ جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہیں ان کی کامیابی کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد محمود طاہر

بین الاقوامی خبر رساں ادارے

خبر سے مراد حقائق ہیں یعنی ایسی خبریں جو واقع ہوئی ہوں یا ہونے والی ہوں۔ ایسے واقعات اور حوادث جو پڑھنے والوں کی دلچسپی کا باعث ہوں یا جن کے متعلق وہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس وقت نفس مضمون خبر کی ماہیت یا اہمیت بیان کرنا نہیں بلکہ خبروں کی فی الفور ترسیل ذرائع کو لوگوں تک بیان کرنا ہے ہم گھر بیٹھے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات وجرائد سے روزانہ نئی نئی خبریں سنتے ہیں اور بین الاقوامی واقعات سے باخبر رہتے ہیں ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گھر سا بنا دیا ہے۔ اور پوری دنیا میں ہونے والے واقعات و حوادث سے ہم ہر وقت باخبر رہتے ہیں۔ لیکن ان خبروں کو ریڈیو، ٹیلی ویژن یا اخبارات کہاں سے حاصل کرتے ہیں ان خبروں کے پس پردہ کون سے ذرائع ہیں۔ خالد کے قارئین کی دلچسپی کے لئے اس وقت میں چند مشہور ذرائع کے بارہ میں تعارفی نوٹ پیش کرتا ہوں۔

رائٹر (REUTER)

بین الاقوامی خبر رساں اداروں میں رائٹر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ برطانیہ کی نیوز ایجنسی ہے۔ اس کا صدر دفتر لنڈن میں ہے۔ رائٹر کی بنیاد ایک جرمن باشندہ پال جولیئس رائٹر نے ڈالی۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان ۴۰ میل کا برقی رو کا سلسلہ جدا تھا چنانچہ اس تعطل اور فاصلہ کو پورا کرنے کے لئے ڈاک اور گھوڑوں کے ذریعہ خبریں ایک دوسرے ملک میں پہنچتی تھیں۔ جرمنی کے بنک کار پیرس کی منڈیوں کے بھاؤ معلوم کرنے کے لئے ڈاک گاڑی پر انحصار کرتے تھے مسٹر رائٹر نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ۱۸۴۹ء میں ایک تجارتی و مالی نیوز سروس قائم کی اور ابتداء میں اطلاعات کی ترسیل کے لئے اس نے کبوتروں کو سدھا کر استعمال کیا۔ مسٹر رائٹر کو نہ اپنے ملک میں اور نہ پیرس میں سازگار حالات میسر آئے کیونکہ دونوں مقامات پر پہلے سے نیوز ایجنسیاں قائم ہو چکی تھیں اس لئے وہ لنڈن آگیا اور وہاں از سر نو ۱۸۵۸ء میں رائٹر کی بنیاد رکھی۔ اس ایجنسی نے دوسری ایجنسیوں کے ساتھ معاہدات کر لئے اور خبروں کی ترسیل کا حلقہ تقسیم کر لیا۔ ۱۸۹۹ء میں مسٹر رائٹر کی وفات کے بعد اُن کا بیٹا ہربرٹ اس ادارے کا منتظم ہو گیا۔

آج کل رائٹر کے ہر ملک میں دفاتر قائم ہیں۔ دفاتر کے علاوہ خصوصی نامہ نگار بھی اس کے ملازم ہیں۔ اس نظام کے علاوہ کئی ممالک کی نیوز ایجنسیوں کے ساتھ REUTER کے معاہدات ہیں جو اس کو خبریں ارسال کرتی ہیں۔ پاکستان کی خبر رساں ایجنسی APP کا بھی REUTER کے ساتھ خبروں کی ترسیل کا معاہدہ ہے۔

رائٹر کا ہیڈ آفس لندن میں ہے اور اس آفس میں مختلف علاقوں مثلاً جنوبی ایشیا، افریقہ، امریکہ، مشرق وسطی وغیرہ کے الگ الگ ڈیسک قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں ان علاقوں کی خبروں کی تفاصیل مرتب ہوتی ہیں۔

رائٹر کا دعویٰ ہے کہ وہ خبروں کی فراہمی میں بڑا غیر جانبدار ہے۔ اور خبروں کی ترسیل میں جانبدارانہ اور تعصّبانہ رویّہ نہیں رکھتا۔ یہ کہاں تک درست ہے آپ خود رائٹر کی فراہم کردہ خبروں سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

A.P.A ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ

A-P-A جس کو اردو میں اب ابھی لکھا جاتا ہے امریکہ کی انٹرنیشنل نیوز ایجنسی ہے۔ اس کے صدر دفاتر نیویارک اور سان فرانسسکو میں قائم ہیں۔ اس کا قیام ۱۸۴۸ء میں امداد باہمی کے اصول کے تحت عمل میں آیا۔

نیویارک کے ۶ روزناموں نے خبروں کے تبادلہ میں معاہدہ کیا۔ انہوں نے سوچا کہ انفرادی طور پر خبریں جمع کرنے سے اخراجات ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے جوائنٹ نیوز ایجنسی کا قیام کیا تا اخراجات میں کمی واقع ہو سکے۔ چنانچہ اس نیوز ایجنسی نے نہ صرف نیویارک کی اخبارات کی ضروریات پوری کیں بلکہ فروخت کی بنیاد پر فلاڈیلفیا اور بوسٹن کو بھی خبریں فراہم کرنا شروع کر دیں۔ A-P-A نے دیگر ممالک کی بین الاقوامی ایجنسیوں سے معاہدات کئے اور خبروں کے تبادلے شروع کر دیئے اور عالمی جنگ کے دوران آپس میں علاقے بانٹ لئے۔ ۱۹۳۴ء میں یہ معاہدات ٹوٹ گئے اور A-P-A نے اپنے آپ کو پوری دنیا کا بین الاقوامی پریس قرار دے دیا۔

اس پریس کی ملکیت امریکہ کے اخبارات کے ہاتھ میں ہے۔ تمام امریکن اخبارات اس کے رکن ہیں۔ اس کا سربراہ جنرل مینیجر ہوتا ہے جس کو ۱۸ ڈائریکٹرز منتخب کرتے ہیں اور ڈائریکٹرز کا انتخاب A.P.A کے تمام نمائندے کرتے ہیں۔ یہ ادارہ امداد باہمی کے اصولوں پر چل رہا ہے اور اخراجات کا بوجھ اخبارات برداشت کرتے ہیں۔

A-F-A کا دعویٰ ہے کہ وہ رپورٹنگ غیر جانبدارانہ انداز میں کرتے ہیں جیسا کہ رائٹر کا دعویٰ ہے۔ انہوں نے اپنے اس دعویٰ کی دلیل کے لئے اپنے عملہ کو خصوصی ہدایات دی ہوئی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ بیرونی اثرات قبول نہیں کرتے اور انہوں نے اپنے تین اصول قرار دیئے ہیں (۱) صحت عامہ۔ (۲) تیز رفتاری۔ (۳) غیر جانبداری۔

A-F-P اژانس فرانس پریس

ویسے تو اژانس فرانس پریس دوسری جنگ عظیم کے بعد قائم ہوئی لیکن کہتے ہیں کہ یہ فرانس کی پہلی نیوز ایجنسی ہافا کی جانشین ہے۔ مسٹر رائٹر نے بھی پہلی تربیت ہافا سے ہی حاصل کی تھی۔ چونکہ ہٹلر کے عہد میں اس کے حامی اس ادارے پر غالب آگئے تھے۔ اس لئے ہٹلر کے عہد کے بعد ہافا کو ختم کر کے ایک نئی بین الاقوامی نیوز ایجنسی بنام "اژانس فرانس پریس" کی بنیاد رکھی گئی۔

ابتداء میں یہ ایجنسی حکومت کی تحویل میں تھی لیکن اب یہ آزاد بورڈ کے تحت کام کرتی ہے۔ اس کا صدر دفتر پیرس میں ہے اور اس کا شمار دنیا کی بڑی خبر رساں ایجنسیوں میں ہوتا ہے۔

اس کا انتظامی ڈھانچہ کچھ یوں ہے کہ اس کا انتظام ۱۵ ڈائریکٹروں کے پاس ہے۔ ان میں ۸ قومی اخبارات کے نمائندے ۲ قومی نشریاتی اداروں کے، ۳ سرکاری اداروں کے جو اس سے خبریں حاصل کرتے ہیں، ۲ اس ادارے کے عملے سے نمائندے لئے جاتے ہیں اس کے علاوہ ۸ ارکان پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاراتی بورڈ ہے جو اس کی پالیسی کا نگران اور ہر قسم کے اثر اور دباؤ سے آزاد ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان اراکین کی موجودگی میں ہماری خبریں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ہوتی ہے۔

اس کے دفاتر دنیا بھر میں ہیں جہاں تک علاقائی نوعیت کی خبروں کا تعلق ہے تو علاقائی خبروں کو اختیار ہے کہ وہ علاقے کو خبریں دے سکتے ہیں۔ لیکن بین الاقوامی خبریں ہیڈ آفس سے ہی جاری ہوتی ہیں حکومت فرانس چونکہ A-F-P کو گرانقدر گرانٹ فراہم کرتی ہے۔ اس لئے حکومت کے نقطہ نگاہ کو زیادہ بیان کیا جاتا ہے

تاس (TASS)

روس میں خبر ایجنسی کا قیام کچھ دیر سے شروع ہوا۔ وہاں پہلی نیم سرکاری ایجنسی ۱۸۹۲ء میں قائم ہوئی لیکن یہ غیر ملکی خبروں کیلئے جرمن کی ایجنسی WOLF کی محتاج تھی یہ ایجنسی جرمن مفادات کو نقصان پہنچا رہی تھی۔ جو روس کو ناپسند تھی۔ اشتراکی انقلاب کے بعد ۱۹۱۷ء میں پہلی سرکاری نیوز ایجنسی "ROSTA" قائم ہوئی۔ یہ سوویت یونین کے علاقوں کی خبریں فراہم کرتی تھی۔ ۱۹۲۵ء میں ملکی اور غیر ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے TASS کا قیام عمل میں آیا۔ یہ نہ آزاد ہے اور نہ نجی ادارہ ہے بلکہ سرکاری زیر نگین ہے۔

تاس سوویت حکومت کا مرکزی اطلاعاتی ادارہ ہے اور حکومت کا ماتحت ہے۔ تاس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ واقعات کا غیر جانبدارانہ صحیح اور بروقت جائزہ اس طرح پیش کیا جائے کہ ملک کے اندر کمیونزم کی ترقی کو فروغ ہو۔ تاس نے سوویت یونین کے علاوہ ۴۰ مقامات پر دفاتر اور نامہ نگار قائم کر رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر ملکی اور غیر ملکی نیوز ایجنسیوں کے ساتھ معاہدات کر رکھے ہیں۔ تاس کی خبریں جس زبان میں کوئی نیوز ایجنسی حاصل کرنا چاہے۔ اس کو فراہم کرتی ہے تاس اپنی پالیسی میں سنسنی خیزی کو پسند نہیں کرتا بلکہ حقائق پر مبنی خبریں دینا اس کا دعویٰ ہے۔

سٹار (STAR)

یہ ایک بین الاقوامی نیوز ایجنسی ہے۔ لیکن اتنی اہم نہیں کہ اس کا ذکر دوسری ایجنسیوں کے ساتھ کیا جائے۔ لیکن اس کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد پاکستان میں مضبوط ہے۔ یہ ایک برطانوی خبر رساں ایجنسی ہے جو واقعاتی خبروں کی جگہ پس منظر کی خبروں کے لئے مشہور ہے اور پیش پیش ہے۔ برطانیہ میں یہ "NAFEN" نیوز ایجنسی کے نام سے مشہور ہے۔ عرب ممالک میں عرب نیوز ایجنسی اور پاکستان میں سٹار نیوز ایجنسی

باقی صفحہ ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یو۔ زبیر۔ تاثیر

نوجوان نسل کو تباہی سے بچائیے

نوجوان کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے آنے والے کل میں قوم کی اہم ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالنا ہوتا ہے۔ ان کی تربیت اور تعلیم جس قدر بہتر اور معیاری خطوط پر کی جائے گی اسی قدر قوم کا مستقبل روشن اور تابناک ہوگا۔ نوجوانوں کی تربیت سے منہ موڑنا قوم کی اجتماعی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ان لوگوں کو بے لگام اور بے آسرا چھوڑ دینا تاریک مستقبل کی غمازی کرتا ہے۔

اس حوالے سے جب ہم اپنے وطن پاکستان پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں اپنے نوجوان ساتھی بہت سے مسائل اور مشکلات میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے لئے علیحدہ وزارت، صوبائی سطح پر یوتھ ڈویژن اور دوسری حکومتی کوششیں سب مل کر بھی آٹے میں نمک کے برابر بھی کام کو آگے نہیں بڑھا سکیں لیکن ان امیدوں اور توقعات کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو اپنے فرائض پر توجہ دینی چاہئے۔ کہ وہ کسی طرح اپنی مدد آپ کے تحت اپنی صلاحیتیں اور تخلیقی خوبیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے وطن پاکستان کے لئے مفید اور مثبت کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

اس وقت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ پاکستان بھر کے نوجوان خواہ ان کا تعلق کسی بھی صوبے یا سیاسی جماعت سے ہو انکو چاہیئے کہ وہ پاکستانی اور صرف پاکستانی بن کر سوچیں۔ اپنے تن من دھن کو وطن پاکستان کی مقدس امانت سمجھیں اپنی سیاسی تنظیمیں جو ان کو لڑوا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ ان کے ناپاک ارادوں سے ہوشیار رہیں۔ صرف اسی طرح وہ اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں تعمیر پاکستان کے لئے وقف کر سکتے ہیں جہاں ہم نوجوانوں سے بہتر اور مثبت طرز عمل کی امید رکھتے ہیں۔ وہاں قومی اور انفرادی سطح پر ہم سب پر لازم ہو جاتا ہے کہ ہم سوچیں کہ وہ کونسے حقوق ہیں کہ جو ہم نے غصب کر رکھے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے نوجوانوں میں غم اور غصے کی لہر دوڑ آئی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے ممبران قومی اور صوبائی اسمبلی اور ممبران سینیٹ (خواہ ان کا تعلق عمر کے کسی بھی حصے سے ہے) جو ہمارے اقتدار کے اعلیٰ ایوانوں میں تشریف فرما ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ نوجوانوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ اگر وہ خود سرمایہ دار ہیں تو اپنے سرمائے کو خرچ کر کے نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا کریں، اگر اچھے زمیندار ہیں تو زیادہ سے زیادہ پیداوار بڑھا کر نوجوانوں کو جدید ٹیکنالوجی میں شریک سفر بنائیں۔ اسی طرح والدین بھی نوجوانوں کے حقوق کے سلسلے میں بہت معاونت کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ان کے مسائل و مشکلات اور جائز شکایات کو ٹھنڈے دل سے سننے کا حوصلہ پیدا کریں تو آدھے مسائل گھر میں ہی حل ہو جاتے ہیں۔ جب نوجوانوں کو گھر میں پرسکون اور سازگار ماحول میسر آئے گا تو وہ معاشرے میں انتشار اور بدامنی پیدا کرنے کے لئے کبھی گلیوں اور بازاروں کا چکر نہیں لگائیں گے۔ پاکستان کی سطح پر اس وقت بیروزگاری، نفسیات، تعصب، سفارش اور رشوت کا زہر جہاں پورے معاشرے کو متاثر کر رہا ہے وہاں اس کا سب سے گہرا اور بھیانک اثر نوجوان نسل پر پڑ رہا ہے۔ مناسب رہنمائی اور مستقبل میں بے یقینی نوجوانوں کی صلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے حکومتی ادارے، فلاحی تنظیمیں اور دوسرے معاشرتی ادارے آگے آئیں اور نوجوان نسل کو اپنا دوست سمجھتے ہوئے اور اسے مستقبل کا پارٹ سمجھتے ہوئے اس کی رہنمائی کریں۔ اگر ہم نے نوجوانوں کی مناسب رہنمائی اور ان کے بنیادی حقوق کے لئے مناسب اور موثر اقدامات کئے تو پاکستانی نوجوان نسل ہمیں کبھی بھی مایوس نہیں کرے گی۔

پتہ درکار ہے: محترمہ امۃ الحئی صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ موصیہ بیرون ملک جا چکی ہیں۔

محترمہ امۃ الرحمن صاحبہ مکرم عبدالرحمن صاحب وصیت نمبر ۶۶۹۰ سابق سکونت کراچی کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ موصیہ بیرون ملک جا چکی ہیں۔ اگر موصیہ خود یہ اعلان پڑھیں۔ یا کسی اور دوست کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

صحافیوں کا جلوس

ڈان کے نمائندہ شاہین صہبائی کے مکان پر حملہ کی خبر آئی تو راولپنڈی اور اسلام آباد کے صحافیوں نے گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ کے روز ایک جلوس نکالا جسے بعض دیکھنے والوں نے ایک بہت بڑا جلوس بھی کہا ہے۔ اس جلوس کو صدر مملکت کی رہائش گاہ کی طرف لے جایا گیا۔ اس میں پریس کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے کارکن شامل تھے۔ اور یہ آب پارہ چوک میں جمع ہوئے تھے۔ یہاں سے وہ صدر مملکت کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ سب سے پہلے راولپنڈی اور اسلام آباد کی دو تنظیموں نے آپس میں اتحاد کا عہد کیا اور پھر اس بات کی مذمت کی کہ صحافیوں کے خلاف حملے بڑھتے جا رہے ہیں اور تشدد میں بھی تیزی آ رہی ہے انہوں نے الزام لگایا کہ اس کے پیچھے حکومت کا ہاتھ کارفرما ہے اور اپنے اس عہد کو دہرایا کہ وہ سچائی کے لئے لڑتے رہیں گے۔ اور انصاف کے طالب رہیں گے اور جہاں کہیں دیکھیں گے کہ انصاف لوگوں کو نہیں مل رہا وہاں احتجاج کریں گے۔ سنا گیا ہے کہ اس جلوس میں بعض صحافیوں کی بیویوں اور بچوں نے بھی حصہ لیا۔ اس موقع پر وزیر محنت نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے یقین دلانے کی کوشش کی کہ صحافی برادری کی حفاظت کے جملہ انتظامات کئے جائیں گے اور صحافت کو ہمیشہ آزاد رکھا جائے گا۔ آزاد سینیٹر خلیل الرحمن جن کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے، نے صحافیوں کو یقین دلایا کہ وہ آئندہ ہونے والے سینٹ کے سیشن میں ان کی شکایات کو زیر غور لائیں گے۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

دوسری طرف فیملی پلاننگ سے بھی لوگوں کے خیالات متاثر ہونے لگے ......

(بحوالہ "اجنبیوں کی مہربانی سے" از جان بازویل نامی شہرہ آفاق کتاب

(THE KINDNESS OF STRANGERS by JOHN BOSWELL)

یہ بات تو ہے تب کی جب یورپ اقتصادی طور پر مفلوک الحال سمجھا جاتا تھا اور بچے جو انسانی نسل کے ضامن ہوتے ہیں ان کا وجود شرمساری کی وجہ بن گیا تھا لیکن جب وہاں انڈسٹری کا قیام ہوا تو اقتصادی حالت دن بدن بدلنے لگی۔ مال و زر کی فراوانی تو ہو گئی لیکن پھر بھی لوگوں نے اپنا ہی کو اپنایا، جنہوں نے بچے کو ... رکھا اور اس لحاظ سے ان کا اپنی منزل حیات پر اختیار پہلے چکا ہے۔ کہ (مفلس ہو جانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو) ہی کی طرح کا ہے خصوصاً جب گرجا والوں نے بھی روحانی اقدار والی پالیسی کا جوڑ توڑ سوشیل اختلاط کے ساتھ کرنا شروع کر دیا تو بچوں کی پرورش سے توجہ اور بھی ہٹنے لگی آج کل کی ہوشربا گرانی میں خاوند اور بیوی دونوں کا کہیں ملازمت کرنا از بس ضروری ہے جب دونوں ماں باپ کام پر ہوتے ہیں تو بچوں کی نگہداشت کے لئے DAYCARE کے ادارے جگہ بہ جگہ موجود ملتے ہیں۔ آج کل کے ماں باپ بچوں کی پرورش جز وقتی (PART TIME) طور پر کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ چند ایک کو ماضی کی طرح لاوارث چھوڑ دیویں۔ اسی طرح بات وہیں کی وہیں ٹھہری جہاں سے چلی تھی۔ مستقبل شناس لوگوں کا خیال ہے کہ وہ دن دور نہیں کہ جب حکومتیں بچوں کی پرورش کو اپنے ذمہ لے لیویں۔ اسی طرح بچوں کی پرورش جیسے شروع سے ہی ایک بوجھ سمجھا جاتا رہا ہے ایک نیا روپ اختیار کر لیوے گا۔ کبھی اہل مغرب کے لئے ایسا دن نہ چڑھ آوے کہ وہ بچوں کی طبی بہبود یا قابل قبول رہائش گاہ مہیا کرنے کے قابل نہ ہو سکنے کی وجہ سے بچوں کو اس دنیا میں لانا ہی پسند نہ کریں۔ بقول شاعر ؎

جو چاہے ترا حسن کرشمہ ساز کرے

بالآخر یورپ کے لئے روحانی تعلیم کا آج بھی وہ دروازہ وا شگاف ہے جس کے ذریعہ اسے صاف صاف یہ سبق پیش کیا جا رہا ہے ہوشیار باش اسی میں ہے کہ وقت کی آواز کو شنوائی دی جائے اور بجائے لمبی تان کر سونے کے غافل آگ سے بچنے کا مداوا کرے۔

خادم بیت الذکر کی ضرورت

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کو ایک "خادم بیت الذکر" کی ضرورت ہے جو پڑھ لکھ سکے۔ صحت اچھی ہو۔ سائیکل چلانا جانتا ہو۔ ایک ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ہو گی۔ اور سنگل رہائش بھی دی جائے گی۔ خواہشمند افراد خاکسار سے رابطہ کریں۔

عبدالقادر بھٹی

امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ شہر

"انسان اپنی کمزور فطرت کی رو سے حق رکھتا ہے کہ کسی لغزش کے وقت اگر وہ توبہ و استغفار کرے تو خدا کی رحمت اس کو ہلاک کرنے سے بچائے"

(ارشاد سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

اعلان نکاح: مکرم چوہدری مبشر احمد چیمہ ابن مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب چیمہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ مبارکہ عزیز بنت مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب سدھو امیر جماعت کھیوڑہ۔ ضلع جہلم بعوض مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء بعد نماز عصر بیت المبارک میں پڑھا۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

تقریب شادی: مکرم منیر احمد صاحب تبسم مربی سلسلہ ابن محترم عبدالرشید صاحب جہلمی ٹی۔وی۔ انجینئر کا نکاح ہمراہ عزیزہ طیبہ صدیقہ بنت محترم شیخ عطاء اللہ صاحب دفتر آبادی تحریک جدید ربوہ بعوض مبلغ دس ہزار روپے حق مہر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ تاریخ احمدیت نے ۳۰ مارچ ۱۹۹۱ء کو بیت المبارک میں پڑھا۔ ۲۹ مئی ۱۹۹۱ء کو شادی کی تقریب ہوئی اور ۳۰ مئی ۱۹۹۱ء کو دعوت ولیمہ کا انعقاد ہوا۔

○ مکرمہ سیدہ نسیم سعید صاحبہ لاہور چھاؤنی لکھتی ہیں کہ ہماری بیٹی عزیزہ حامدہ سعید کا نکاح ۶ دسمبر ۹۱ء قبل از نماز جمعہ دارالذکر میں مکرم حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے عزیزم ڈاکٹر عبدالغفور منان شبلی صاحب کیساتھ مبلغ سات ہزار دو سو پونڈ (اسٹرلنگ) پر پڑھا۔ عزیزہ کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۸ دسمبر ۹۱ء کو کمیونٹی سنٹر ڈیفنس سوسائٹی میں منعقد ہوئی جس میں احمدی احباب کے علاوہ کثرت سے دوسرے مہمان بھی شامل ہوئے۔ تقریب رخصتانہ تلاوت سے شروع ہوئی پھر حضرت اقدس بانی سلسلہ کے اولاد کے حق میں دعائیہ اشعار طاہر سعید صاحب نے پڑھے۔ بعد ازاں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے شادی کے فلسفے اور برکات پر روشنی ڈالی اور دعا کروائی۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمرات ہونے کیلئے دعا کریں۔

ولادت: مکرم امتیاز احمد صاحب خالد مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام "کاشفہ خالد" عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے۔

احباب اسکی درازی عمر اور خادمہ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا: عزیزم طارق احمد ابن مکرم شریف

احمد صاحب ناصر آباد ربوہ بعمر ۱۶ سال کی ٹانگ کی ہڈی میں کینسر ہو گیا ہے لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

○ مکرم مرزا محمد الدین صاحب ناز کی ہمشیرہ خدیجہ ناز صاحبہ اہلیہ مکرم شہادت علی صاحب مربی سلسلہ چھاتی میں کینسر کیوجہ سے گنگارام ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ اور اپریشن تجویز ہوا ہے۔

○ مکرم معین الدین بھٹی صاحب کارکن الفضل کے والد محترم حسن دین بھٹی صاحب مختلف عوارض میں مبتلا ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم صوبیدار میجر محمد حنیف صاحب دارالنصر غربی ربوہ کی اہلیہ کی آنکھ کا اپریشن لاہور میں ہوا ہے۔

○ مکرم عبدالمجیب صاحب شاہد مربی سلسلہ پتوکی کی اہلیہ صاحبہ کی گرنے سے کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اور آج کل فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ محمد شریف صاحب کے ہاں اپریشن کے ذریعے بچی پیدا ہوئی ہے اور وہ فیصل آباد ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: مکرم صوبیدار میجر (ریٹائرڈ) دوست محمد صاحب زعیم انصار اللہ مجلس دارالعلوم جنوبی ربوہ (آف ادرحماں) بقضائے الٰہی مورخہ ۱۶ دسمبر ۹۱ء نماز فجر سے قبل وفات پا گئے آپ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ آپ موصی تھے۔ نماز جنازہ بعد از نماز مغرب بیت المہدی گولبازار میں ادا کی گئی۔ اسکے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب ناظر خدمت درویشاں نے دعا کروائی۔

○ محترمہ مختاراں بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب سکنہ دارالصدر شمالی ربوہ یکم دسمبر ۹۱ء بروز اتوار شام ۴ بجے کراچی میں وفات پا گئیں۔ ان کی عمر ۶۸ سال تھی۔ ۲ دسمبر کو جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اور بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور موصی ہونیکی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد مکرم مولانا موصوف نے ہی دعا کروائی۔ آپ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب کارکن دفتر وصیت کی والدہ تھیں۔

احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

کے نام سے موسوم ہے۔

پاکستان میں اس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ یہ اردو اخبارات کو اردو میں سروس فراہم کرتی ہے۔ ستارہ کی سروس ڈاک کے ذریعہ اور دستی ہے۔ یہ کمرشل خبریں بھی دیتی ہے اس لئے یہ ایک کمرشل ادارہ بھی ہے۔

ان خبر رساں اداروں کے علاوہ اور بھی مشہور خبر رساں ایجنسیاں ہیں جن کا ذکر یہاں نہیں کیا گیا جس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ مثلاً یو۔پی۔اے یونائیٹڈ پریس ایسوسی ایشن امریکہ، عرب نیوز ایجنسی وغیرہ۔ یہ مضمون ذرائع ابلاغ کے تعارف کے طور پر لکھا گیا ہے۔ گو کہ خبروں کی ترسیل کے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں لیکن ان میں ایک بہت بڑا ذریعہ خبر رساں ادارے ہیں۔ جو کہ قیمتاً خبروں کی فراہمی کا کام کرتے ہیں۔ ان خبر رساں اداروں کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں ہونے والے واقعات اور حوادث سے مطلع رہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس خدمت کے لئے ان اداروں کے ممنون ہیں۔ جن کی وجہ سے پوری دنیا ایک کنبے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

(ماہنامہ خالد دسمبر ۱۹۹۱ء)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۷۰ میں ملک اشرف نواز ولد ملک محمد نواز صاحب کراچی قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲-۸-۱۹۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک اشرف نواز ۷/۳۸ C ملیر توسیعی کالونی کراچی نمبر ۳۷۔ گواہ شد نمبر ۱۔ غلام رسول عابد ملیر توسیعی کالونی کراچی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ امتیاز حسین شاہد ۲/۲۹-H ملیر توسیعی کالونی کراچی۔

مسل نمبر ۲۸۲۷۱ میں سید زاہد علی ولد سید میر حیدر علی صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت ۱۹۷۴ء ساکن ۲/۲۸-H ملیر توسیعی کالونی کراچی نمبر ۳۷ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹-۸-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سید زاہد علی ۲/۲۸-H ملیر توسیعی کالونی کراچی نمبر ۳۷۔ گواہ شد نمبر ۱۔ امتیاز حسین شاہد ۲/۲۹ ملیر توسیعی کالونی نمبر ۳۔ گواہ شد نمبر ۲۔ طاہر محمود سیکرٹری مال حلقہ ملیر کراچی

"اگر انسان کو توبہ قبول کرنے کی امید نہ ہو تو پھر وہ گناہوں سے باز نہیں آئے گا" (حضرت اقدس بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان نے مزید ۶ روسی جمہوریاؤں کو ایک الگ آزاد ملک کے طور پر تسلیم کر لیا ہے ۔ تسلیم کی جانے والی جمہوریاؤں میں رشین فیڈریشن کے علاوہ قازقستان ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغستان شامل ہیں ۔ وزیراعظم نے ان جمہوریاؤں کے سربراہوں کو پاکستان کے دورے کی دعوت بھی دے دی ہے ۔

○ دینا حیات کے قبیلہ کے جرگہ نے اپنے مشترکہ فیصلہ میں دینا حیات سے زیادتی کرنے والوں کو موت کی سزا سنا دی ہے جرگہ میں کھٹڑ قوم کے ہر فرد کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ اس کا یہ فرض ہے کہ ملزموں کا سراغ لگائے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائے ۔

○ ملک کی بارہ سیاسی جماعتوں نے صدر کے رویئے کے خلاف اتحاد کر لیا ہے آل پارٹیز کانفرنس نے اپنے ایک اجلاس میں جس میں محترمہ بے نظیر بھٹو بھی شریک تھیں ایک ایکشن کمیٹی بنا دی ہے ۔ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس نواب زادہ نصر اللہ خان کی رہائش گاہ پر ہوا ۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو اور ان کی پارٹی نے جمعرات کے روز صدر مملکت کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران نصف گھنٹہ تک سخت ہنگامہ آرائی کی ۔ شور مچایا ۔ نعرے لگائے ۔ ڈیسک بجائے اور صدر کو تقریر کرنے سے روکنے کی کوشش کی ۔ اس دوران سپیکر قومی اسمبلی نے اپوزیشن کو روکنے کی کوشش کی ۔ اپوزیشن کا نقطہ اعتراض مسترد کر دیا اور اپوزیشن کو یاد دلایا کہ صدر قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران کوئی مداخلت نہیں کی جاتی ۔ سپیکر نے محترمہ بے نظیر بھٹو سے کہا کہ میں نے ہمیشہ آپ کو یہ حق دلایا ہے اس ساری گفتگو کے بعد بھی احتجاج اور ہنگامہ جاری رہا جس سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی ۔ صدر کی یہ تقریر ریڈیو اور ٹی وی پر براہ راست نشر کی جا رہی تھی نصف گھنٹے کے بعد اپوزیشن فاشسٹ فاشسٹ کے نعرے لگاتی ہوئی واک آؤٹ کر گئی ۔ صدر نے اس دوران اپنی تقریر جاری رکھی ۔

○ صدر نے بعد ازاں کہا کہ اپوزیشن کی یہ ساری ہنگامہ آرائی ریفرنسوں کے متوقع نتائج سے بچنے کے لئے ہے ۔

○ میاں شہباز شریف، چوہدری شجاعت حسین، سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو خان عبد الولی خان اور بعض دیگر رہنماؤں نے اپوزیشن کی ہنگامہ آرائی کو جمہوری اصولوں اور روایات کے خلاف قرار دیا ہے

○ قومی اسمبلی کے بائیکاٹ میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے ضلع جھنگ سے قومی اسمبلی کے رکن سید امیر حسین کے خلاف پی ڈی اے کارروائی کر رہی ہے ۔

○ تحریک پاکستان کے سرگرم رکن مولانا ظفر احمد انصاری انتقال کر گئے ۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے الزام لگایا ہے کہ صدر سندھ کو اپنے غیر منتخب داماد عرفان اللہ مروت کے ذریعے کنٹرول کر رہے ہیں اس طرح وہ اپنے حلف کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں ۔

○ نواب زادہ نصر اللہ خان نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا پوائنٹ آف آرڈر درست تھا سپیکر نے ان کا پوائنٹ مسترد کر کے خلاف ورزی کی ہے ۔

○ پاکستان کو ایٹمی بجلی گھر کی فراہمی پر پاکستان اور فرانس کے درمیان ہونے والے مذاکرات کی تفصیلات جاری نہیں کی جا رہیں ۔

○ سابق وفاقی وزیر داخلہ چوہدری اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ حکومت جان بوجھ کر مارشل لاء کا راستہ صاف کر رہی ہے ۔

○ روس کے نائب صدر مسٹر الیگزینڈر رٹسکوئی نے کہا ہے کہ اب روس کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کی نوعیت مختلف ہو گی اب روس میں سوشلزم کی بجائے جمہوریت ہے ۔

○ روسی ریاست ازبکستان کے صدر مارچ میں پاکستان کے دورے پر آ رہے ہیں ۔

○ صدر کے پارلیمنٹ سے خطاب کے دوران پارلیمنٹ کے باہر آل پارٹیز کانفرنس نے زبردست مظاہرہ کیا ۔ مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی ۔ ۹۰ افراد جن میں عورتیں بھی شامل ہیں زخمی ہو گئے جب کہ ۱۴ پولیس والے زخمی ہوئے ۔

○ مسلح افواج کے سربراہ جنرل آصف نواز جنجوعہ نے کہا ہے کہ ہنگامہ آرائی جمہوریت کا حصہ ہے ۔ فوج اب کبھی مارشل لاء نہیں لگائے گی ۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں ہنگامہ آرائی کے دوران میں موجود تھا اور اس کارروائی سے خود کو ایجوکیٹ کر رہا تھا ۔ یاد رہے کہ تینوں مسلح افواج کے سربراہ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ گورنر اور وزیر اعظم پارلیمنٹ میں اپوزیشن کا احتجاج دیکھ رہے تھے ۔

○ جھنگ میں امن و امان برقرار رکھنے کے لئے فوج طلب کر لی گئی ۔

غیر ملکی خبریں

○ اٹلی نے رشین فیڈریشن کو آزاد ملک کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے اور ایک ارب دو کروڑ ڈالر کے وہ قرضے دوبارہ دینے کا اعلان کر دیا ہے جو اس نے روس کی بغاوت کے دنوں میں روک لئے تھے ۔

○ دفاعی تنظیم نیٹو نے سوویت ریاستوں میں امداد کی تقسیم کے لئے فوج بھیجنے کی پیشکش کر دی ہے ۔ نیٹو کے وزرائے خارجہ نے کہا ہے کہ سوویت عوام کے لئے خوراک اور اشیائے ضرورت کی کمی اصلاحات کے عمل کے لئے خطرہ ہے ۔

○ جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے اسرائیل کو کہا ہے کہ وہ یہودی بستیوں کی تعمیر روک دے ۔

○ فلسطینی لیڈر یاسر عرفات چین پہنچ گئے ہیں وہ ویٹ نام بھی جائیں گے ۔

○ بھارت کی ریاست تامل ناڈو میں طلبہ کے مظاہروں کے نتیجے میں تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے ہیں ۔

○ سوویت یونین کے ایٹمی ماہرین کو بھارت پاکستان ایران عراق اور برازیل کی طرف سے ملازمتوں کی پیشکش کی جا رہی ہے ۔

بقیہ : صـ۱ سے آگے

نے دعا کرائی ۔ محترم موصوف موصی تھے لیکن فی الحال امانتاً عام قبرستان میں دفن کیا گیا ہے ۔

محترم ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی مکرم ملک مشتاق علی خان صاحب کے فرزند تھے ۔ انہوں نے ۱۹۳۵ء میں بیعت کی تھی ۔ لاہور میں ایک لمبے عرصے سے نہایت اہم جماعتی عہدوں پر بڑے اخلاص اور تندہی سے خدمات بجا لاتے رہے نہایت نیک مخلص دیندار اور پرجوش احمدی تھے ۔ لاہور میں گنپت روڈ پر پہلے پیپر کارنر کے نام سے کاروبار کرتے رہے ۔ بعد میں مقبول پیپر مارٹ کے نام سے کاروبار جاری رکھا ۔ ربوہ کے اکثر اشاعتی ادارے ان کی خدمات حاصل کرتے تھے جن کو نہایت خندہ پیشانی اور بشاشتِ قلبی سے ادا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے محترم ملک صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور غمزدہ لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے ۔

پتہ

اقبال اور احمدیت | جناب جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب "زندہ رود" پر تبصرہ از شیخ عبد الماجد
قیمت ۱۲۵/ روپے بذریعہ ڈاک ۱۴۰/ صفحات ۵۵۲
المحمود فوٹو سٹیٹ ریگل چوک نزد مسلم کمرشل بنک لاہور

قدرتِ ثانیہ کے مظہر اول کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
○ بے اولاد ○ نرینہ اولاد سے محروم ○ اٹھراء ○ بچوں کا سوکھا پن
گوجرانوالہ فون ۲۸۸۴۴ / ۲۶۴۹۷ ۰۴۳۱ ○ ربوہ فون ۹۰۶-۰۴۵۲۴ ○ لاہور اسلام آباد ۔ قلعہ کالر والا ۔ ملتان ۔ کراچی